# رکوع، سجدہ اور قومہ کے مسائل

## رکوع وسجدہ میں ترتیب کا وجوب:

سوال: اگر کوئی شخص رکوع کیے بغیر سجدہ میں چلا گیا تو دوبارہ رکوع کی ادائیگی پر سجدہ کا اعادہ ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب

رکوع وسجدہ میں ترتیب چونکہ واجب ہے؛ اس لیے اگر کوئی شخص رکوع سے پہلے سجدہ کرے تو یہ سجدہ ادا نہیں ہوگا، بلکہ دوبارہ رکوع کی طرف لوٹ کر رکوع ادا کرنے کے بعد از سر نو سجدہ کرے گا۔

**قال ابن عابدين: بخلاف الترتيب بين الركوع والسجود مثلاً، فإنه فرض، حتى لو سجد قبل الركوع لم يصح سجود هذه الركعة، لأن أصل السجود يشترط ترتبه على الركوع في كل ركعة كترتب الركوع على القيام كذلك.** (ردالمحتار، كتاب الصلاة، واجبات الصلاة، مطلب كل شفع من النفل صلاة: ۱/ ۳٤۰)(۱)(فتاویٰ حقانیہ:۳/۷۲)

## نماز عید میں رکوع سے اٹھنے کے بعد تکبیرات زوائد:

سوال: ہمارے محلّہ کی مسجد میں ایک حافظ قرآن نے نماز عید کی امامت کی، انہوں نے دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور سورہ پڑھنے کے بعد تکبیرات زوائد نہیں کہی اور رکوع میں چلے گئے، البتہ رکوع سے اٹھنے کے بعد ان زائد تکبیرات کو ادا کیا اور سجدہ میں چلے گئے، کیا امام صاحب کا یہ عمل درست ہے؟ (محمد اسحاق الدین، حافظ بابانگر)

(۱) فالترتيب فيها فرض حتى لو ركع قبل القيام أو سجد قبل الركوع لايجوز. (الهندية، واجبات الصلاة: ۱/ ۷۱)
﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾(سورة الحج:۷۷)
قال البغوى: لما قدم ذكر الركوع على السجود ولم ينقل عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه فعل إلا كذلك فكان مراعاة الترتيب فيه واجباً، الخ. (تفسير البغوى، من تفسير سورة المائدة: ۲/ ۲٦، دار إحياء التراث الإسلامى)
والحاصل أن الترتيب بين ما يتعدد فى كل ركعة أو فى كل الصلاة واجب وبين المتحد فى كل الصلاة كالقعدة وجميع ماسواه فرض حتى لو تذكر بعد القعود قبل السلام أو بعده قبل أن يأتى بمناف ركعة أو صلبية أو تلاوية أتى بها وأعاد القعدة وسجد للسهو ولو ركوعاً قضاه فى مع ما بعده من السجود أو قياماً أو قراءة صلى ركعة وكذا بين المتحد فى كل ركعة كالقيام والركوع، الخ. (النهر الفائق، باب صفة الصلاة: ۱/ ۱۹۸، دار الكتب العلمية. انيس)
البتہ ارکان کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ انیس

الجواب

اگر تکبیرات زوائد کہنا بھول جائے تو صحیح طریقہ یہ ہے کہ ان تکبیرات کو رکوع میں کہے، قیام میں واپس آ کر تکبیرات کہنے کی ضرورت نہیں، بلکہ بعض فقہا کے نزدیک اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

**"(لو ركع الإمام قبل أن يكبر فإن الإمام يكبر في الركوع ولا يعود إلى القيام ليكبر) في ظاهر الرواية، فلو عاد ينبغي الفساد"** .(۱)

اگر رکوع میں تکبیر کہنا یاد نہیں رہا یا مسئلہ سے ناواقفیت کی وجہ سے نہیں کہہ پایا اور نماز پوری کر لی، تو یہ بھی کافی تھا، بغیر سجدۂ سہو کے بھی نماز درست ہو جاتی ہے، کیونکہ عید اور ایسی نمازیں جن میں اژدحام زیادہ ہوتا ہو، ان میں سجدۂ سہو ضروری نہیں، بغیر سجدۂ سہو کے بھی نماز ہو جاتی ہے۔

**"لا يسجد للسهو في العيدين والجمعة لئلا يقع الناس في فتنة"** .(۲)(کتاب الفتاویٰ:۱۸۰-۱۸۱)

## قومہ کے واجب یا سنت ہونے کی تحقیق:

سوال: عرض یہ ہے کہ یہ مسئلہ جو بہشتی زیور حصہ دوم میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ:

مسئلہ: کہ اگر رکوع کے بعد اچھی طرح کھڑی نہیں ہوئی ذرا سر اٹھا کر سجدہ میں چلی گئی، تو نماز پھر سے پڑھے۔

اس کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ: اگر قصداً ایسا کیا ہو، تو پھر سے پڑھے اور جو بھول کر کیا تو سجدہ سہو کرے۔

عرض یہ ہے کہ ایک مولوی صاحب کہتے ہیں کہ اس صورت میں سجدہ سہو لازم نہیں آتا، کیونکہ رکوع کے بعد سیدھا ہونا واجب نہیں، سنت مؤکدہ ہے۔ اس صورت میں سجدہ سہو نہیں۔

اب حضور تحریر فرماویں کہ یہ ٹھیک ہے یا جو بہشتی زیور میں لکھا ہے وہ ٹھیک ہے؟ جواب سے مشرف فرماویں

الجواب

اس کی سنیت و وجوب میں اختلاف ہے، ان مولوی صاحب نے سنیت کی بنا پر یہ فرمایا اور بہشتی زیور کا مضمون اس

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار، باب العيدين: ۵۷/۳ (۱۷۴/۲، دار الفكر)

(۲) الفتاوى الهندية: ۱۲۸/۱ (قال في الأصل: والسهو في العيدين والجمعة والمكتوبة والتطوع سواء لأن الجمعة والعيدين ساوت سائر المكتوبات فيما يوجب الفساد فتساويهما فيما يوجب الجبر، إلا أن مشائخنا قالوا: لا يسجدون للسهو في الجمعة والعيدين كيلا يقع الناس في الفتنة. (المحيط البرهاني، والفصل السادس والعشرون في صلاة العيدين: ۱۱۴/۲، دار الكتب العلمية) انيس)

کے وجوب کی بنا پر ہے اور بہت سے علما نے وجوب کو ترجیح دی ہے، اس لئے بہشتی زیور میں بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

**کما فی رد المحتار عن البحر: ووجوب نفس الرفع من الرکوع والجلوس بین السجدتین للمواظبة علٰی ذلک کله، وللأمر فی حدیث المسیء صلاته، ولما ذکره قاضی خان من لزوم سجود السهو بترک الرفع من الرکوع ساهیًا ... والقول بوجوب الکل هو مختار المحقق ابن الهمام وتلمیذه ابن أمیر الحاج، حتی قال: إنه الصواب، واللّٰه الموفق للصواب، اهـ.** (۱)

**وقال فی شرح المنیة: ولاینبغی أن یعدل عن الدرایة أی الدلیل إذا وافقتها روایة علٰی ما تقدم عن فتاویٰ قاضی خان، ومثله ما ذکر فی فی القنیة من قوله: ... فیمکث فی الرکوع والسجود وفی القومة بینهما حتی یطمئن کل عضو منه، هذا هو الواجب عند أبی حنیفة ومحمد، حتی**

(۱) عن أبی هریرة أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم دخل المسجد فدخل رجل فصلی ثم جاء فسلم علی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فرد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم علیه السلام، وقال: ارجع فصل فإنک لم تصل، فرجع الرجل فصلی کما کان صلی، ثم جاء إلی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فسلم علیه، فقال له رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وعلیک السلام، ثم قال: ارجع فصل فإنک لم تصل، حتی فعل ذلک ثلاث مرارٍ، فقال الرجل: والذی بعثک بالحق ما أحسن غیر هذا فعلمنی؟ قال: إذا قمت إلی الصلاة فکبر ثم اقرأ ماتیسر معک من القرآن ثم ارکع حتی تطمئن راکعاً ثم ارفع حتی تعتدل قائماً ثم اسجد حتی تطمئن ساجداً ثم اجلس حتی تطمئن جالساً ثم افعل ذلک فی صلاتک کلها، قال القعنبی عن سعید بن أبی سعید المقبری عن أبی هریرة وقال فی آخره: فإذا فعلت هذا فقد تمت صلاتک وما انتقصت من هذا شیئاً فإنما انتقصته من صلاتک وقال فیه: إذا قمت إلی الصلاة فأسبغ الوضوء. (سنن أبی داؤد، باب صلاة من لایقیم صلبه فی الرکوع والسجود (ح: ۸۵۶)

(ثم استوٰی قائماً کبر وسجد) أما التکبیر والسجود فلما بینا، وأما الإستواء قائماً فلیس بفرض وکذا الجلسة والطمأنینة فی الرکوع والسجود وهذا عند أبی حنیفة ومحمد رحمهما اللّٰه، قال أبو یوسف: یفترض ذلک کله وهو قول الشافعی لقوله علیه الصلاة والسلام: "قم فصل فإنک لم تصل" قاله لأعرابی حین أخف الصلاة. ولهما أن الرکوع هو الإنحناء والسجود وهو الإنخفاض لغةً فتتعلق الرکنیة بالأدنٰی فیهما وکذا فی الانتقال إذ هو غیر مقصود، وفی آخر ماروی تسمیته إیاه صلاةً حیث قال: "وما نقصت من هذا شیئاً فقد نقصت من صلاتک" ثم القومة والجلسة سنة عندهما وکذا الطمأنینة فی تخریج الجرجانی وفی تخریج الکرخی واجبة حتی تجب سجدة السهو بترکها ساهیاً عنده. (الهدایة، باب صفة الصلاة: ۵۱/۱، دار إحیاء التراث الإسلامی بیروت)

قال العلامة ابن الهمام: وأنت علمت أن مقتضی الدلیل فی کل من الطمأنینة والقومة والجلسة الوجوب. (فتح القدیر، باب صفة الصلاة: ۳۰۲/۱، دار الفکر بیروت)

(والقومة والجلسة بین السجدتین وعند أبی یوسف فرض کالطمأنینة) (زاد الفقیر متن إسعاف المولٰی القدیر، ۶۲، دار الکتب القصریة) انیس)

**لو ترکها أو شیئًا منها ساهیًا یلزمه السهو و لو عمدًا یکره أشد الکراهة، ویلزمه أن یعید الصلاة وتکون معتبرة فی حق سقوط الترتیب و نحوه.** (۱/۴۸۳-۴۸۴)(۱)

۶ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ (ترجیح خامس: صفحہ ۱۱۰) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۲۲۴-۲۲۵) ☆

---

(۱) رد المحتار، واجبات الصلاة، مطلب قد یشار إلی المثنی، الخ: ۱/۴۶۴، دار الفکر.

ثم الطمأنینة فی الرکوع والسجود واجبة عند أبی حنیفة علی اختیار الکرخی حتی لو ترکها ساهیاً یلزمه السجود وعلی اختیار الجرجانی هی سنة حتی لایلزمه السهو بترکه وأجمعوا علی أن الاعتدال فی العودة بین الرکوع والسجود وبین السجود قدر تسبیحة واحدة سنة قال رحمه اللّٰه: وقد شدد القاضی الصدر فی شرحه فی تعدیل جمیع الأرکان تشدیدا بلیغاً فقال: وإکمال کل رکن واجب عند أبی حنیفة ومحمد وعند أبی یوسف والشافعی رحمهم اللّٰه فریضة یتمکث فی الرکوع والسجود وفی القومة بینهما حتی یطمئن کل عضو منه هذا هو الواجب عند أبی حنیفة ومحمد حتی لو ترک شیئاً منها ساهیاً یلزمه السهو ولو ترکها عمداً یکره أشد الکراهة ویلزمه أن یعید الصلا ة إذا أخفها وتکون معتبرة فی فرض سقوط الترتیب ونحوه کمن طاف جنباً یلزمه الإعادة والمعتبر هو الأول کذا هذا وعندهما صلاته فاسدة. (قنیة المنیة لتتمیم الغنیة، باب فی القراء ة والتسبیح والتعوذ والثناء: ۱/۱۷-۱۸. ط: کلکته ۱۲۴۵ھ. انیس)

☆ **نماز میں قومہ اور جلسہ واجب ہے:**

سوال: بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ نماز میں رکوع سے سیدھے کھڑے نہیں ہوتے بلکہ براہ راست رکوع سے ہی سجدہ میں چلے جاتے ہیں، اسی طرح دونوں سجدوں کے درمیان بھی پوری طرح نہیں بیٹھتے، بلکہ ایک سجدہ سے پوری طرح سر نہیں اٹھایا کہ فوراً دوسرے سجدے میں چلے گئے، کیا نماز کو اس طرح ادا کرنا جائز ہے۔

الجواب

قومہ (یعنی رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا) اور جلسہ (یعنی دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا) دونوں واجب ہیں، اگر سہواً رہ جائیں تو سجدۂ سہو کفایت کر جاتا ہے اور عمداً ترک کیا جائے، تو نماز واجب الاعادہ ہے۔

**قال العلامة الحصکفی: (ولها واجبات)...(وهی)...(قراء ة فاتحة الکتاب)...(وتعدیل الأرکان) أی تسکین الجوارح قدر تسبیحة فی الرکوع والسجود، وکذا فی الرفع منهما علی ما اختاره الکمال.** (الدر المختار)

**قال ابن عابدین: (قوله وکذا فی الرفع منهما) أی یجب التعدیل أیضًا فی القومة من الرکوع والجلسة بین السجدتین، وتضمن کلامه وجوب نفس القومة والجلسة أیضًا، الخ... حتی لو ترکها أو شیئًا منها ساهیًا یلزمه السهو ولو عمدًا یکره أشد الکراهة، ویلزمه أن یعید الصلاة.** (رد المحتار، کتاب الصلاة، مطلب واجبات الصلاة، مطلب قد یشار إلی المثنی الخ: ۱/۴۶۴)

(قال العلامة إبراهیم الحلبی: قال الشیخ کمال الدین بن الهمام: وینبغی أن تکون القومة والجلسة واجبتین للمواظبة. (الکبیری، باب الثامن، تعدیل الأرکان: ۱/۲۹۹) (فتاویٰ حقانیہ: ۳/۸۷)